کارگل تاریخ کے آئینہ میں

خالد محمود کھرل ایڈووکیٹ

لداخ ریاست جموں و کشمیر کا تیسرا بڑا صوبہ ہے اس کے دو اضلاع ہیں۔ ضلع لداخ (لیہہ، دم) ضلع کرگل (کرگل، دراس) لیہہ اور کرگل دونوں ضلع ہیڈ کوارٹر ہیں کرگل کی آبادی کی اکثریت مسلمان اور لیہہ میں اکثریت بدھ مت کے پیروکار ہیں۔ کرگل اور دراس کا علاقہ سائبیریا کے بعد دنیا کا دوسرا سرد ترین رہائشی مقام ہے۔ برصغیر کی تقسیم سے قبل کرگل کو تحصیل کا درجہ حاصل تھا۔ کرگل کا بیشتر علاقہ انتہائی برف پوش چوٹیوں پر مشتمل ہے۔ 1948ء میں ایک ہزار کشمیری حریت پسندوں نے کرگل، دراس اور زوجیلا کی چوٹیوں پر قبضہ کر لیا تھا اس طرح 12 مئی 1948ء کو کرگل آزاد ہو گیا تھا لیکن تھوڑے دنوں بعد بھارت نے فوج کشی کر کے کرگل کے جزوی حصہ پر قبضہ کر لیا البتہ پانچ ہزار مربع میل علاقہ آزاد ہو کر بلتستان میں شامل ہو گیا جو شملہ معاہدہ تک آزاد رہا۔ اقوام متحدہ کی مداخلت پر بھارت اور پاکستان کے درمیان یکم جنوری 1949ء کو جنگ بندی عمل میں آئی۔ 27 جولائی 1949ء کو بھارت اور پاکستان کے فوجی کمانڈروں نے حد متارکہ جنگ زمین اور نقشوں پر مارک کی۔ دسمبر 1971ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد طے پانے والے شملہ معاہدہ کے تحت اسے حد متارکہ جنگ (سیز فائر لائن) کے بجائے کنٹرول لائن کا نام دے دیا گیا۔ کرگل کا متنازعہ علاقہ شملہ معاہدہ طے پانے تک مسلسل پاکستان کے کنٹرول میں چلا آ رہا تھا۔ شملہ معاہدہ کی آڑ میں بھارت نے جہاں اپنے فائدے کی دیگر شرائط پاکستان سے منوائیں تھیں وہاں کرگل اور دراس کا علاقہ بھارت کو دے دیا گیا تھا۔ کنٹرول لائن تعین ہو جانے کے بعد موسم سرما میں بھارت نے شملہ معاہدہ اور کنٹرول لائن معاہدہ کی دھجیاں بکھیر کر پاکستان کی طرف آنے والی ایسی چوٹی جہاں سے وادی میں دور دور تک نقل و حرکت پر نظر رکھی جا سکے پر قبضہ جما لیا۔ اسی طرح بھارت نے خود ہی یہ روایت قائم کی کہ کنٹرول لائن کے دوسری طرف جب چاہو مخالف فریق کے علاقہ پر قبضہ جما لو۔ کرگل، دراس، شگما، شیوک اور مارول کی چوٹیاں بہت حساس علاقے شمار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ شملہ معاہدہ کے بعد جب کنٹرول لائن کے تعین کا موقع آیا تو بھارت پوائنٹ این جے 9842 سے زمین اور نقشوں پر لائن اس طرح مارک کروائی کہ کرگل، دریائے سورو اور دراس کا وسطی علاقہ، دریائے سندھ کے سنگم پر واقع مارول چوٹیاں اور شگما وغیرہ بھارت کے زیر قبضہ علاقہ میں دکھائے گئے کنٹرول لائن کا تعین ہونے کے تھوڑا عرصہ بعد بھارت نے طاقت کا استعمال کر کے 5090 میٹر بلند درہ چوربٹ کے علاقہ پر قبضہ کر لیا جس پر پاکستان نے صدائے احتجاج بلند کی لیکن دنیا میں امن کے داعی کسی ملک نے اس احتجاج کو لائق غور نہ سمجھا۔ پاکستان اور عوامی جمہوریہ چین کے درمیان 1963ء میں طے پانے والے سرحدی معاہدہ میں سیاچن پر پاکستان کی حاکمیت تسلیم کی گئی۔ سیاچن گلیشیئر کشمیر کے سلسلہ قراقرم میں واقع ہے۔ اسکردو کے شمال میں 140 میل کے فاصلے پر یہ وادی خپلو میں واقع ہے وادی خپلو قراقرم کے دامن میں دریائے

> **شملہ معاہدہ میں بھارت نے فاتح کی حیثیت سے جہاں پاکستان سے اپنے فائدے کی شرائط منوالیں وہاں کارگل کا علاقہ بھی ہتھیالیا۔**

> **بھارت امریکہ کے اشارے پر شارع ریشم کاٹ کر پاکستان اور چین کے درمیان حائل ہونے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے**

شیوک سالتورو کندوس اور ہوشے کی وادیوں پر مشتمل ہے۔ اس گلیشیئر کی لمبائی 74 کلو میٹر اور چوڑائی پانچ تا سات کلو میٹر ہے۔ سطح سمندر سے اس کے مختلف مقامات کی بلندی پندرہ ہزار فٹ اور 22300 فٹ کے درمیان ہے۔ سیاچن کے مشرق میں ریاست جموں وکشمیر کا لداخ ڈویژن ہے۔ یہ دنیا کا دوسرا بڑا گلیشیئر ہے۔ پاکستان کے زیر کنٹرول شمالی علاقہ جات کا ضلع گھانچے کی تین تحصیلیں خپلو، سیاچن اور کھرمنگ میں اس گلیشیئر کے شمال میں عوامی جمہوریہ چین کا صوبہ سنکیانگ اور جنوب مغرب میں سالتورو گلیشیئر ہے۔ شملہ معاہدہ کے تحت شمالی علاقہ جات اور مقبوضہ ریاست کے مابین مارک ہونے والی کنٹرول لائن میں بھارت کی مرضی اور پسند غالب رہی یوں بھارت کی خواہش کو مد نظر رکھ کر کنٹرول لائن کا تعین ہوا۔ اس کنٹرول لائن سے ملحق جانب جنوب وادی سورو اور مارول کی چوٹیوں کے قریب سے سری نگر سے لداخ اور آگے تبت جانے والی شاہراہ گزرتی ہے جو سری نگر سے لداخ اور وہاں سے تبت تک واحد ذریعہ رسل ورسائل ہے۔ سری نگر سے لداخ تک اس کی لمبائی 390 کلو میٹر یعنی 232 میل ہے۔ سری نگر سے لیہہ جاتے ہوئے راستہ میں گاندربل، کنگن، سونا مرگ، زوجیلا پاس، دراس، مٹائن، پرانداس، کرگل، چولی، سکمو، بوڈخربو، لاما یارو، سپال وغیرہ آتے ہیں۔ لداخ، کرگل اور سیاچن 1983ء سے قبل تک یونائیٹڈ پاکستانی علاقہ تھا چونکہ بھارت نے اس علاقہ میں اپنی پسند کی کنٹرول لائن مارک کروائی تھی یوں یہ گمان تھا کہ بھارت کنٹرول لائن عبور کرکے پاکستانی علاقہ پر قبضہ نہ کرے گا لیکن یہ سارے

اندازے اس وقت غلط ہوئے جب اوائل 1984ء برف باری کے موسم میں بھارتی فوج نے پیش قدمی کر کے 00183 فٹ بلند سیالا' 18200 فٹ بلند لافون لا اور چھومک وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ جب پاکستان کو بھارت کے اس قبضہ کا علم ہوا تو پاکستانی فوج نے آگے بڑھ کر بلا خوف گیانگ، چولونگ اور کندوس وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ پاکستان آرمی کے انجینئرز نے اپنی فوج کے لئے اس گلیشیئر کی سطح پر مضبوط مورچے انتہائی مختصر

دہانے کے ساتھ ساتھ 1984ء میں چھوٹی گاڑیوں کی سیاچن آمد ورفت کے لئے سڑک تعمیر کر لی تھی۔ 1988ء میں اسی گلیشیئر کے دہانے تک تعمیر کردہ سڑک کو مزید چوڑا اور مضبوط سولنگ وغیرہ کر کے درمیانی بھاری فوجی گاڑیوں کے قابل بنا دیا گیا۔ 1989ء میں پاک آرمی انجینئرز نے گلیشیئر کی سطح پر اپروچ سڑکیں بنائیں آج پاکستان آرمی کو اس گلیشیئر کے تمام اگلے مورچوں تک ایمونیشن اور راشن

> **پاک آرمی انجینئرز نے مختصر وقت میں گلیشیئر کی سطح پر اپروچ سڑکیں بنائیں جس کی وجہ سے بھارت جتنا ایمونیشن وراشن پہنچانے کے لیے 200 ہیلی کاپٹرز سے کام لیتا ہے اتنا پاک آرمی سات ٹرکوں سے لیتی ہے**

وقت میں تیار کر ڈالے۔ چونکہ سردیوں میں دنیا کے اس سب سے بلند محاذ جنگ کی بلند ترین چوٹیوں پر فوج رکھنا ممکن نہ تھا چنانچہ 1988ء کے موسم سرما میں بھارت فوج نے مزید پیش قدمی کر کے پاکستانی فوج کی موسم سرما میں چھوڑی ہوئی چند بلند ٹیکریوں پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ ایک منصوبہ بندی کے تحت بھارت یہ گھناؤنا کھیل کھیل رہا تھا جس وجہ سے دنیا کے کسی ملک نے پاکستان کے احتجاج پر کان نہ دھرا۔ اوپر کی سطور میں گلیشیئر کے محل وقوع میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اس گلیشیئر کے جانب شمال عوامی جمہوریہ چین کا صوبہ سنکیانگ ہے یوں بھارت نے اس گلیشیئر کے جس حصہ پر قبضہ کیا وہاں سے بھارتی فوج کو کہیں سے بھی زمینی راستہ کی سہولت نہ ہے۔ جبکہ پاکستان کی فوج گلیشیئر کے اگلے مورچوں تک خشک زمینی راستے میسر ہیں۔ پاک آرمی کے انجینئرز نے اس گلیشیئر کے

پہنچانے کے لئے مختلف اطراف سے زمینی راستے دستیاب ہیں جبکہ سیاچن گلیشیئر کے اوپر قائم بھارتی فوج کے ہیڈ کوارٹر زنگ زولما سے آگے گاشر بروم کی سمت واقع آخری بھارتی مورچہ کا فاصلہ 75 کلو میٹر ہے۔ بھارت نے بھی فوجوں کو سامان رسد وغیرہ پہنچانے کے لئے گلیشیئر کی سطح پر سڑک تعمیر کی ہے لیکن اس سڑک کو کہیں سے بھی نزدیک ترین زمینی راستہ تک رسائی نہ ہے۔ بھارتی فوج کے پاس 200 ہیلی کاپٹر ہیں جن میں سے بیشتر ان اگلے مورچوں تک فوج اور سامان وغیرہ پہنچانے میں مصروف رہتے ہیں جبکہ پاکستان آرمی یہی کام روزانہ پانچ سات ٹرکوں سے کر لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 1984ء سے یعنی گلیشیئر کے جزوی حصہ پر بھارتی جارحیت اور قبضہ سے لے کر دسمبر 1998ء تک صرف ان چودہ سالوں میں بھارت نے سیاچن کے محاذ جنگ پر انیس سواسی

ارب روپے (1980 ارب روپے) خرچ کئے ہیں جو بھارت کا کل سالانہ دفاعی بجٹ کا 32 فیصد ہے۔ بھارتی فوج نے 90-1989ء سے مقبوضہ ریاست جموں وکشمیر میں کشمیر کے اصل مالک نوجوان مسلمانوں کا قتل عام شروع کر رکھا ہے۔ اب تک ستر ہزار نوجوان غاصب فوج کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں۔ دو لاکھ اسی ہزار سے زائد کشمیر مسلمان بغیر کسی جرم کے بھارتی جیلوں میں بند ہیں۔ 98945 کشمیر زخمی ہو کر عمر کے لئے معذور ہو چکے ہیں' 26508 کشمیری نوجوان لاپتہ ہیں۔ 16509 خواتین کی عصمت دری کی گئی۔ یوں گزشتہ گیارہ سال سے کشمیری مسلمان مقبوضہ ریاست میں زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔

بھارت کو کشمیری نسل سے نہیں ان کی زمین سے غرض ہے۔ امریکہ کی چین سے بظاہر دوستی ہے لیکن بقول شاعر

ہوئے تم دوست جس کے
دشمن اُس کا آسمان کیوں ہو

امریکہ جنوبی ایشیا کا تھانیدار بن کر چین کا گھیراؤ کرنا چاہتا ہے۔ اس کام کے لئے بھارت امریکہ مفاد مشترک ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے امریکہ شمالی علاقہ جات اور وادی کو ملا کر ایک ایسی خود مختار ریاست پر کام کرنے کے لئے بھی متفق ہے جہاں پر اپنے قدم جما کر چین کا گھیراؤ کر سکے۔ گزشتہ گیارہ برس سے بھارتی فوج کے کشمیریوں پر انسانیت سوز مظالم اسی شیطانی کھیل کا ایک حصہ ہیں۔ بصورت دیگر بھارتی فوج تو کشمیر میں امن اور شانتی کی داعی بن کر داخل ہوئی تھی۔ کشمیری نوجوان بھارتی فوج کے ننگ انسانیت مظالم سے بچنے کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ بھارتی ذرائع ابلاغ کے بقول ان کشمیری نوجوانوں کا ایک گروپ جن کی تعداد آٹھ سو تک ہے سری نگر لیہہ شاہراہ سے جانب شمال برفولا (سرخ درہ) سے ملحق کنٹرول لائن کے قریب بھارتی مقبوضہ علاقہ میں بلند چوٹیوں ٹائیگر ہلز بٹالک' مشکوہ وغیرہ پر بھارت کے تعمیر کردہ سیمنٹی مورچوں میں پناہ لے رکھی ہے یہ چوٹیاں سطح سمندر سے اٹھارہ ہزار فٹ تک بلند ہیں۔ مقامی زبان میں دراس کو "ہیم باب" برف اترنے کی جگہ کہتے ہیں۔ 1989ء سے 1999ء تک ان کشمیری نوجوانوں کو یہ تجربہ حاصل ہوا ہے کہ نہتے یہ بھارت کی جدید ہتھیاروں سے مسلح فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اب ان مجاہدین نے مقبوضہ ریاست میں اپنی حکمت عملی تبدیل کر لی ہے۔

انہوں نے بھارتی فوج کے ذرائع مواصلات کو مسدود کرنا شروع کر دیا ہے۔ 9 مئی 1999ء کو ان مجاہدین نے مارٹر گنوں کے گولے برسا کر کرگل میں بھارت کا فوجی ایمونیشن ڈپو تباہ کر دیا۔ دراس کے قریب بھارتی فوج کا ماؤنٹین ڈویژن ہیڈ کوارٹر لگا تھا۔ جو سترہ جون 1999ء کو ان مجاہدین نے خوفناک گولہ باری کر کے تباہ کر دیا۔ بھارتی ذرائع ابلاغ کے مطابق اس ایمونیشن ڈپو کا اسی فیصد ایمونیشن تباہ ہو گیا ہے۔ سری نگر لیہہ روڈ ان مجاہدین کی مارٹر گنوں کے رینج میں آجانے سے بھارتی فوج گاڑیوں کی آمدورفت اس شاہراہ سے بند ہو گئی ہے بھارت کی سیاچن اور کرگل سے جانب لیہہ لداخ تعینات بارہ بریگیڈ یعنی تین ڈویژن فوج مواصلات کی سہولت سے محروم ہو گئی ہے۔ کرگل کی لڑائی کے بعد مقبوضہ ریاست میں بھارت کی ساڑھے سات لاکھ فوج تین محاذوں پر تقسیم ہو گئی ہے۔ اندرون کشمیر' سیاچن اور کرگل ہماچل پردیش سے لداخ آنیوالی جیپ ایبل سڑک سال بھر میں صرف جون جولائی میں کھلی رہتی ہے ان مجاہدین نے سیاچن تک مواصلاتی رابطہ بھی منقطع کر دیا ہے۔ جس وجہ سے بھارتی قیادت بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی ہے۔ بھارت کی سیاچن پر لگی افواج کو براستہ سکیانگ بھی سامان کی ترسیل ممکن تھی چنانچہ بھارتی وزیر خارجہ جسونت سنگھ کے حالیہ دورہ چین کے موقع پر اس متبادل راستہ کی سہولت پر بات چیت بھی شامل تھی لیکن جسونت سنگھ نے محسوس کیا کہ امریکہ بھارت گٹھ جوڑ سے پاک چین فوجی پارٹنرشپ چین کی مجبوری نظر آرہی تھی چنانچہ بھارت اور امریکہ گٹھ جوڑ کی ناکامی کے لئے یہ

بٹالک محاذ کا بھارتی ہیرو "میجر سروائن" کی لاش کارگل کی ڈھلوان پر پڑی سڑ گئی۔ بھارت اپنے ہیرو کی لاش اٹھانے کے لئے نہیں آیا۔

بھارت کی کل بارہ لاکھ آرمی میں سے کشمیر وسیاچن میں ساڑھے سات لاکھ فوج تعینات ہے باقی فوج سرحد کا دفاع بھی نہیں کر سکتی۔ ایسی صورت میں بھارت جنگ چھیڑ کر خودکشی نہیں کرے گا۔

زمینی حقیقت عیاں تھی کہ پاکستان کرگل اور دراس جیسے علاقوں پر اپنی نگرانی برقرار رکھے چنانچہ بھارت کی پریشانی پر امریکہ بھی متحرک ہو چکا ہے اور تنازعہ کی بنیادی وجہ مسئلہ کشمیر کے فوری حل پر توجہ دینے کی بجائے کرگل سے بھارتی فوج کا مواصلاتی رابطہ حال کروانے کی تگ ودو میں پاکستان کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔ بھارت کے جھوٹے اور بے بنیاد پروپیگنڈہ سے امریکی دانشور اس حد تک متاثر ہوئے ہیں کہ وہ اس ساری صورتحال کا ذمہ دار پاکستان کو سمجھنے لگے ہیں۔ بھارت اگر کرگل کے مسئلہ کے حل میں سنجیدہ ہے تو اس کے پاس مجاہدین کے بڑے بڑے لیڈر موجود ہیں جن سے وہ آسانی سے گفت و شنید کر سکتا ہے۔ بھارت نے چانکیہ کی سیاست کے تابع ہمیشہ جھوٹ مکر اور دھوکہ کا پرچار کیا۔ چنانچہ وہ اصل حقائق پر دھیان دینے کی بجائے پاکستان کو معتوب کر رہا ہے اور یہ تاثر پھیلا رہا ہے کہ یہ مجاہدین جنرل پرویز مشرف کی کمان کے تابع ہیں۔ 26 مئی 1999ء سے ان مجاہدین کے خلاف کارروائیوں میں دن بدن تیزی آ رہی ہے۔ بھارت نے مجاہدین سے کرگل کی چوٹیاں خالی کرانے کے لئے ہر طرح کے جدید اسلحے سے لیس 35 ہزار فوج جنگ میں جھونکی ہوئی ہے۔ تولونگ زیریں چوٹی پوائنٹ 4590 کو دوبارہ قبضہ میں لانے کے لئے بھارتی فضائیہ ان مجاہدین کے خلاف بوکھلاہٹ میں لیزر گائیڈڈ بم استعمال کر رہی ہے حتیٰ کہ ٹائیگر ہلز پر جمی سفید برف کی رنگت اندھا دھند گولہ باری اور بمباری سے سیاہ ہو چکی ہے۔ یہ الگ بات کہ طیاروں کی بمباری میدانوں میں زیادہ موثر ہوتی ہے جبکہ کرگل، بٹالک، ٹائیگر ہلز، مشکوہ اور تلولنگ کی فلک بوس چوٹیوں پر بھارتی طیاروں کی بمباری موثر ثابت نہ ہوئی۔ موجودہ موسم میں ان چوٹیوں پر اکثر دھند چھائی رہتی ہے۔ اس وجہ سے بھارتی فضائیہ کے گرائے ہوئے لیزر گائیڈڈ بم عموماً غیر موثر رہتے ہیں۔ بھارت کشمیر سیاچن اور کرگل میں یومیہ بیس کروڑ روپے کی خطیر رقم خرچ کر رہا ہے۔ جنوب مشرقی ایشیاء کے خطہ پر بھارت کی ہٹ دھرمی کے باعث ایک ہولناک جنگ کے بادل گھرے ہوتے جا رہے ہیں۔ ٹائیگر ہلز 5140 اور زیریں چوٹی 4590 پر دوبارہ قبضہ کے لئے بھارت کے فوجیوں کی لاشیں موت کے سیڈل پر پڑی ہیں۔ بھارت نے اپنے ہلاک ہونے والے فوجیوں کی لاشیں اٹھانے تک میں مخلص نہیں بلکہ "وجے" کے نام سے شروع کی گئی جنگ کو ہر صورت میں پایہ تکمیل کو پہنچانا چاہتا ہے۔ بھارتی فوج کے میجر سروائن کو بٹالک محاذ کا ہیرو کہا جاتا ہے۔ اس ہیرو کی لاش 29 مئی سے کرگل کی ڈھلوان پر پڑی گل سڑ رہی ہے۔ بھارتی فوج نے اسے بھی نہ اٹھایا۔ اب امریکہ بھارت کی مدد کو آگے آ گیا ہے۔ جس کی تشویش سے عیاں ہے کہ اس کی منصوبہ کے مطابق کام آگے بڑھنے کی بجائے الٹ ہو رہا ہے۔ جسے فوری کنٹرول میں رہنا چاہئے۔ بھارت پاکستان کے زیر کنٹرول آزاد کشمیر کی کنٹرول لائن کے دوسری طرف ہوائی حملوں کی منصوبہ بندی کر چکا ہے۔

سری نگر لیہہ روڈ مجاہدین کے رینج میں آجانے سے بھارت کی بارہ بریگیڈ فوج مواصلات کی سہولت سے محروم ہو گئی ہے۔

بادی النظر سارک کی تنظیم بھی شاید امریکہ کی اعانت سے چین کیخلاف مضبوط بھارتی بلاک قائم کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔

حکومت پاکستان نے بعض دوست ممالک میں وفود بھیج کر کمال دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ ان وفود نے ان ممالک کے حکمران افراد سے ملاقاتیں کر کے بھارتی پروپیگنڈہ کو غیر موثر کر دیا ہے۔ بھارت کشمیر کے شمالی علاقہ جات میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ یہاں یہ سوال بھی ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ کیا بھارت کنٹرول لائن عبور کر کے آزاد کشمیر پر حملہ آور ہو گا۔ بھارت کی بارہ لاکھ بری فوج 35 انفنٹری ڈویژن، چار آرمڈ ڈویژن اور 9 آرٹلری بریگیڈز پر مشتمل ہے۔ جن کے پاس 3740 ٹینک، 1060 آرمڈ پرسنل کیریئر اور 3325 توپیں ہیں۔ بھارت کی ساڑھے سات لاکھ فوج پہلے ہی کشمیر کرگل اور سیاچن میں ہے۔ سیاچن، کرگل اور لداخ کی تین ڈویژن فوج کا مواصلاتی رابطہ مجاہدین نے کاٹ رکھا ہے۔ جو آزادانہ نقل و حرکت سے محروم ہے۔ مشرقی پنجاب سے تعلق رکھنے والے تقریباً دو لاکھ تربیت یافتہ سکھ، ناگالینڈ میزو قبائل اور آسام کے سنتھا لاکھوں کی تعداد میں تربیت حاصل کر کے جدید ہتھیاروں سے لیس ہو کر پاک بھارت جنگ چھڑنے کے انتظار میں بھارتی علاقوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ بھارت کے آٹھ بریگیڈ فوج چین بھارت مشترکہ سرحد پر تعینات ہیں۔ اسی طرح بھارت کے پاس اپنی سرحدوں کے موثر دفاع کے لئے بمشکل فوج بچتی ہے۔ بھارت ان حقائق کی موجودگی میں پاکستان سے جنگ چھیڑ کر خودکشی نہیں کرے گا۔